کشمیری خواتین کا درد والم ،عرب شعراء کی نظر میں

محمد اویس سرور☆

Abstract

No doubt the problems of Kashir and palestine are similar and resembled to each other.

The simelarity between them is their early period as well as, the intentions of impure enemy. The early age of both these tragedies is not too far and the cruel enemy is making unarmed muslims particularly women and children the target of its tyranny.

When we gear the name of Kashmir which is called a " Paradise on Earth" due to its beauty and elegance, our mind stikes two things, one beauty and other cruelty. This paradise where on one side, is an album of biauty and elegance and portrait of light, then on the other side, it is the tormented picture of Hindu barbarism and oppression.

We can find the following beautiful saying of jahangir, a great king of Indo- Pak sub - continent in history:

" If there is paradise anywgere on earth, it is Kashmir, it is Kashmir, it is Kashmir"

The intinite grieves and shedding tears of Kashmiris made islamic world anxious as a result of which the artists and the writers began to reflect it in their writings.

Consequently, everyone, irrespective whether he is Arab or non-Arab, is wailing through or through his elegiac writings. And to what extent the Arabpoets have felt this grief, some of its examples have been cited in this article in the form of poetry of Arab poets. Certainly. this versified pain of Arabs is a panacea for the awakening of Ummah.

یہ بات مبالغہ کی آمیزش سے یقیناً خالی ہے کہ کشمیر اور فلسطین کے مسائل باہمی یکسانیت اور مشابہت

☆ لیکچرار شعبہ عربی، گورنمنٹ دیال سنگھ کالج، لاہور

کے حامل ہیں، ان کے مابین قدر مشترک ان کی ابتداء کا زمانہ بھی ہے اور ناپاک دشمن کے عزائم بھی...... دونوں المیوں کا ابتدائی زمانہ بھی زیادہ بعید نہیں اور دونوں میں ظالم دشمن نہتے اہل اسلام بالخصوص عورتوں اور بچوں کو نشانۂ ستم بنا رہے ہیں۔

جب ہم مسائل کشمیر وفلسطین کو درج ذیل آیت کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو حقیقت واضح سے واضح تر ہوتی چلی جاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾ (۱)

''تم اہل ایمان کی دشمنی میں یہود اور مشرکین کو تمام لوگوں سے زیادہ سخت پاؤ گے''

جب ہم اس آیت پر غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اس آیت کی عملی تصویر فلسطین اور کشمیر کی صورت حال ہے۔ فلسطین میں یہودیت کے پیروکار اسلام کے خلاف اپنی سازشوں میں مصروف ہیں اور دوسری طرف کشمیر میں کروڑوں دیوتاؤں کے پجاری، روئے زمین کے سرفہرست مشرک ہندو اپنی طاقت کو آزما رہے ہیں۔

اس آیت کے تناظر میں ان دونوں مسئلوں کو ایک نشست میں جگہ دینا حسنِ انتخاب ہے اور اس حسنِ انتخاب پر رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی منتظمہ یقیناً قابل ستائش اور صد ہا مبارکباد کی مستحق ہے۔

کشمیر جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے ''جنتِ ارضی'' کہلاتا ہے، جب اس کا نام سماعت سے ٹکراتا ہے تو ذہن فوراً دو چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ایک حسن اور دوسرا ظلم، یہ جنت جہاں ایک طرف مرقع حسن و جمال اور پیکر نور وضیاء ہے تو دوسری طرف ہندو بربریت اور ظالمانہ تشدد کی المناک تصویر بھی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے عظیم بادشاہ جہانگیر کا ایک خوبصورت قول آج بھی تاریخ کے صفحات پر ثبت ہے:

''اگر روئے زمین پر کہیں جنت ہوسکتی ہے تو وہ کشمیر ہے، وہ کشمیر ہے، وہ کشمیر ہے''

اگرچہ اس مقولے کو کہے ہوئے کئی سو سال گزر چکے ہیں لیکن یہ بات آج بھی ایک ناقابل تردید حقیقت اور شک وشبہ سے بالاتر سچائی ہے، چنانچہ دور حاضر کے معروف شاعر عباس خزام (۲) اپنے دیوان ''نغمات من أرض النخیل'' میں کہتے ہیں:

كَشْمِيرُ جَنَّةُ أَهْلِ الْأَرْضِ..مَانَظَرَتْ عَيْنِي بِأَجْمَلَ مِنْ جَنَّاتِ كَشْمِيرِ

عَبَرْتُ فِي أُفْقِهَا فِي طَائِرٍ فَسَرَى عَلَى جِبَالٍ مُضِيئَاتٍ مِنَ النُّورِ

كَـأَنَّهَـا غَـابَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، فَـإِذَا نَظَرْتُهَا صِرْتُ مِنْهَا شِبْهَ مَسْحُورِ (۳)

''کشمیر روئے زمین کی جنت ہے، میری آنکھ نے کشمیر کے باغات سے زیادہ خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا، جب میں نے کشمیر کے پہاڑوں پر نظر ڈالی تو وہ مجھے نور سے مزین اور روشن سمندر محسوس ہوئے، کشمیر مجھے چاندی سے بنا ہوا ایک وسیع وعریض جنگل دکھائی دیتا ہے جب میں اسے دیکھتا ہوں تو اس پر نگاہ ڈالتے ہی میں مسحور ہو جاتا ہوں''

مصر کے ایک شاعر سمیر حسین جنت ارضی کشمیر کے حسن و جمال، بلند و بالا پہاڑوں، صاف وشفاف چشموں اور حسن بے نظیر کی تعریف کررہے ہیں، ساتھ ساتھ غاصب ہندو کی بے باک مذمت بھی، چنانچہ وہ کہتے ہیں:

كَشْـمِيْـرُ جَـمَـالٌ وَسَـنَـاءٌ وَجِـنَـانٌ فِيهَـا غَـنَّـاءُ
أَرْضٌ خَـضْـرَاءُ وَزُهُـوْرٌ صُـفْـرٌ وَجِبَـالٌ بَيْـضَـاءُ
كَشْـمِيْـرُ أَرُوْضُكِ قَـدْ وَلَّـى وَالْأَعْيُـنُ غَـارَتْ وَالْـمَـاءُ
وَجِبَـالُكِ هَـلْ أَضْـحَـتْ حُـمْـرًا فَـدِمَـاءٌ تَتْـرًا وَدِمَـاءُ
وَطُـغَـاةُ الْهِـنْـدِ أَلَا تَـعِـسُوْا فِـيْ أَرْضِـكِ شَـرٌّ وَوَبَـاءُ
ثُـوْرِيْ كَشْـمِيْـرُ كَبُـرْكَـانٍ فَـالثَّـوْرَةُ لِلظُّـلْـمِ دَوَاءُ (۴)

''کشمیر حسن و جمال کا مرقع ہے اور مسرتوں سے لبریز جنت ہے۔ یہاں سبزہ ہے، زرد پھول ہیں اور سفید در وشن پہاڑ ہیں۔ اے کشمیر! اب تیرے باغیچے بے رونق ہورہے ہیں اور تیرے چشمے خشک ہونے لگے ہیں، تیرے پہاڑ خون کی وجہ سے سرخ ہوئے جارہے ہیں۔ ہندوستان کے سرکش تیری سرزمین میں شر اور تکلیف بن کر آئے ہیں وہ یہاں ہلاک ہوں گے، اے کشمیر! آتش فشاں پہاڑ کی طرح حملہ کر کیونکہ بہادری سے حملہ کرنا ہی ظلم کا علاج ہے''

میں اس موقع پر اس امر کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ شعراء اور بادشاہوں نے کشمیر کو جنت کے ساتھ تشبیہ صرف اس کے ظاہری حسن کی بنا پر نہیں دی، بلکہ اس کی خصوصیاتِ باطنہ بھی اسے ''نورٌ علیٰ نورٍ'' کا مرقع بناتی ہیں۔ یہاں کی تہذیب وثقافت، علم ودانش اور فضل وکمال بھی اسے دوسرے خطہ ہائے ارضی سے ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔

کشمیر روئے زمین کی جنت ہے، لیکن ہندوانہ تسلط کا ایک وحشیانہ سیلاب اس جنت ارضی کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کے معصوم ومظلوم شہریوں کو نشانۂ ستم بنائے ہوئے ہے۔ ہندؤں نے یہاں ظلم وبربریت، وحشیانہ تشدد اور آبروریزی کا جو بازار ستم گرم کر رکھا ہے، اس وقت دنیا میں اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔

ہمیں یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ کشمیر اہل اسلام کا خطۂ ارضی ہے، یہاں مسلمانوں کی اکثریت پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں، اہل کشمیر اہل اسلام ہونے کے سبب ہمارے بھائی ہیں، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾(۵)

''تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾(۶)

''ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں''

کشمیر کے دکھ کو اہل اسلام نے جس شدت کے ساتھ محسوس کیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (اَلْمُؤْمِنُونَ كَرُجلٍ وَّاحِدٍ)(۷) یعنی تمام مؤمن ایک جان کی طرح ہیں، کا بہترین مصداق ہے۔

درد والم کی اس شراکت میں اہل اسلام یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بھی پیروی کر رہے ہیں:

(مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى)(۸)

''مسلمانوں کی باہمی محبت، یگانگت اور الفت کی مثال ایک جسم کی سی ہے جب جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے''

یہ بات ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اہل اسلام کی مضبوطی باہمی ہمدردی اور تعاون پر قائم ہے، چنانچہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)(۹)

''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے

لئے مضبوطی کا سبب بنتا ہے''

اہل کشمیر اس وقت گہرے غم والم کا شکار ہیں، آزادی اور حریت کی متلاشی ایک بہادر قوم تاریخ کے المناک دور سے گزر رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے تمام طبقات بالعموم اور ظلم کی چکی میں پسنے والی خواتین بالخصوص غم والم کی گہری وادی میں گھری ہوئی ہیں اور تاریخ کے المناک دور کا سامنا کر رہی ہیں۔ جس قسم کی ذہنی اور جسمانی اذیت سے کشمیری خواتین دوچار ہیں اس کی مثال اس وقت روئے زمین کے کسی اور خطہ پر ملنا مشکل ہے۔ کتنی ہی مائیں نوجوان بیٹوں سے محروم کردی گئی ہیں۔ کتنی ہی بہنیں اپنے بھائیوں کی راہ تکتے تکتے مایوس ہوچکی ہیں۔ کتنی ہی کشمیری خواتین کو ہمیشہ کے لئے بیوگی کا روگ لاحق ہوگیا۔ کتنی ہی بچیوں کو باپ کے سائے سے محروم کرکے یتیمی کا لباس پہنا دیا گیا۔ کتنی دوشیزائیں امید عروس میں بوڑھی ہوچکی ہیں۔

کشمیری خواتین کی عصمت دری، آبروریزی، المناک شہادتیں اور اذیت ناک تشدد نے اہل اسلام کے دلوں کو تڑپا کر رکھ دیا ہے، ۱۹۴۸ء سے کر اب تک سرزمین کشمیر پر خواتین پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کی نظیر شاید تاریخ انسانیت میں نہ ملے۔ تحقیقی اداروں کی حالیہ رپورٹ کے مطابق اب تک آٹھ ہزار کشمیری خواتین ہندو فوج کے ہاتھوں شہید ہوچکی ہیں، سات ہزار عورتوں کو اغواء کیا گیا، تیس ہزار عورتیں بیوہ اور ایک لاکھ بچے یتیم ہوچکے ہیں۔(۱۰)

اہل کشمیر کے لامتناہی غموں اور بہتے اشکوں نے عالم اسلام کو بے چین کردیا، جس کے نتیجے میں صاحبانِ کمال وفن اور ارباب قرطاس وقلم نے اپنے دکھ کو ادب پر منتقل کرنا شروع کیا۔ جس کے بعد کیا عرب، کیا عجم، ہر ایک کی زبان نوحہ خواں اور ہر ایک کا قلم مرثیہ آمیز ہے، اس درد کو عرب شعراء نے کس حد تک محسوس کیا، اس کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں، یقیناً اہل عرب کا یہ منظوم درد بیداری امت کے لئے نسخۂ کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

شاعر اسلام ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن صالح عشماوی (۱۱) نے کشمیر کی صورت حال، کشمیری خواتین کی بدحالی اور غموں کی ماری ماؤں کے بارے میں "دمعة على وادي كشمير" کے نام سے ایک قصیدہ لکھا، اس قصیدہ میں انہوں نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے بارے میں اہل اسلام کی بے حسی کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

أَمَا تَرَى كَشْمِيرَ مَذْعُورَةً   تَسْأَلُنَا عَنْ سَيْفِنَا الْمُغْمَدِ

تَسْأَلُنَا عَنْ جَيْشِنَا، وَيْحَهَا!   لَمْ تَدْرِ أَنَّ الْجَيْشَ لَمْ يُحْشَدِ(۱۲)

''مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کشمیر ہم سے پوچھتا ہے کہ تمہاری تلوار ابھی تک نیام میں کیوں ہے؟ وہ

ہم سے ہمارے لشکر کے بارے میں پوچھتا ہے کہ وہ میری مدد کے لئے کب پہنچے گا، حالانکہ کشمیر کو کیا علم!!! ہمارا لشکر تو ابھی تک جمع بھی نہیں ہوا، پہنچنا تو بعد کی بات ہے''

ڈاکٹر عشماوی کشمیر کے بارے میں اہل اسلام کی بے حسی کو الفاظ کا جامہ کچھ یوں بھی پہناتے ہیں:

وَادِيكَ، يَا كَشْمِيرُ، مُسْتَوْحِشٌ   أَغْصَانُهُ تَسْأَلُ عَنْ مُنْجِدِ

وَادِيكَ، يَا كَشْمِيرُ، يَجْرِي دَمًا   لٰكِنْ قُلُوبُ النَّاسِ كَالْجَلْمَدِ

يَا وَادِيَ الْمَوْتِ رَأَيْنَا الرَّدَى   يَخْرُجُ مِنْ بَوَّابَةِ الْمَعْبَدِ

رَوَّعَكَ الْهُنْدُوسُ، لٰكِنَّنَا   فِي جَمْعِنَا التَّائِهِ كَالْمُفْرَدِ (۱۳)

''اے کشمیر! تیری وادی ویران ہو رہی ہے، تیری نسلیں ارتقاء کی متلاشی ہیں، اے کشمیر! تیری وادی لہو لہو ہے لیکن لوگوں کے دل چٹان کی طرح سخت ہو گئے ہیں اور تیرے درد کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اے موت کی وادی! ہم موت کو مندروں میں سے نکلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ہندو غاصب تیرے اوپر چڑھ دوڑے ہیں لیکن ہم ایک بھاری جمعیت کے باوجود تنہا اور بے بس دکھائی دے رہے ہیں''

ڈاکٹر عشماوی کے مفہوم کو ایک اور عرب شاعر ابو صیام ابراہیم سعید آگے بڑھاتے ہیں، وہ کشمیر پر ڈھائے جانے والے مظالم کی تصویر کشی کرتے ہیں اور اہل اسلام کو دعوتِ عمل دے رہے ہیں، فرماتے ہیں:

كَوَى كَشْمِيرَ وَيْلَاتٌ وَنَارُ   وَتَمْزِيقٌ وَأَحْدَاثٌ كِبَارُ

وَتَشْرِيدٌ وَتَجْوِيعٌ وَقَصْفٌ   تَئِنُّ لَهُ الْمَسَاجِدُ وَالدِّيَارُ

أَيُرْضِيكُمْ فِعَالُ الْهِنْدِ فِينَا   وَتَرْوِيعُ الْعَذَارَى حَيْثُ سَارُوا؟

فَهَلْ حَقُّ الْأُخُوَّةِ فِي الْبَرَايَا   تَرَاخٍ وَانْشِغَالٌ وَانْتِظَارُ؟ (۱۴)

''کشمیر کو تباہیوں اور آگ نے گھیر لیا ہے، ان پر مصائب کا سیلاب اور تباہ کن واقعات کا سلسلہ ٹوٹ پڑا ہے، اہل کشمیر کو گھر بدر کیا جا رہا ہے، وہ بھوک کا شکار ہیں اور ان پر اندھا دھند فائرنگ کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ان کی مساجد اور ان کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ اے میرے دوستو! کیا تم ہندوؤں کے ان قبیح اعمال پر راضی ہو وہ جہاں جاتے ہیں نوجوان خواتین کو خوفزدہ کرتے ہیں۔ کیا ہماری اخوت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دیر کریں، اپنے کاموں میں لگے رہیں اور انتظار کی حکمت عملی پر گامزن رہیں؟''

کشمیری خواتین کے دکھ نے دردِ دل رکھنے والے عرب شعراء کو بے چین کردیا ہے اور ان کی پریشانی منظوم انداز میں قرطاس کی زینت بن رہی ہے اور ادب کی ایسی تاریخ جنم لے رہی ہے جسے اہل کشمیر ہمیشہ یاد رکھیں گے اور صدیوں تک ان عرب شعراء کے اشعار کشمیر کی فضاؤں میں گنگنائے جاتے رہیں گے۔

اس سلسلہ میں مشہور عرب شاعر حسین حکمی نے کشمیر میں ہونے والے ظلم اور کشمیری خواتین کے آبروریزی کی واقعات پر اپنے گہرے دکھ کا اظہار کیا، انہوں نے ایک طرف تو غاصبانہ قبضے پر ہندو فوج کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور دوسری طرف کشمیری خواتین کے درد پر دلی بے چینی کا تاثر دیا ہے:

دِيَارُ الْجَنَّةِ الْفَيْحَاءِ عَادَتْ　فَنَاءً..دَاسَهَا الْبَغْيُ اللَّعِيْنُ

رُبَى كَشْمِيْرَ يَانِعَةَ الْمَجَانِيْ　أَيَقْطِفُ يَنْعَهَا الْوَغْدُ الْمَشِيْنُ؟!

يَعِزُّ عَلَيَّ مَا يَلْقَى ذَوُوْهَا　فَفِيْ قَلْبِيْ لَهَا وُدٌّ مَكِيْنُ

يَعِيْثُ بِزَهْرِهَا الْهِنْدُوْسُ ظُلْمًا　يُؤَيِّدُ بَطْشَهُمْ حِقْدٌ دَفِيْنُ (١٥)

''جنت نظیر کشمیر اب ویران ہورہا ہے، اور ملعون سرکش اس کی سرزمین کو روندرہے ہیں۔ کشمیر کے درختوں کے پھل پک رہے ہیں یعنی وہاں کی بچیاں جوان ہورہی ہیں لیکن کشمیر کے پھل کو کمینے اور ذلیل لوگ چن رہے ہیں۔ کشمیری بھائیوں پر ٹوٹنے والی تکالیف میرے دل کو غمگین کررہی ہیں اور میرا دل ان کی محبت والفت میں سرشار ہے۔ ہندو کشمیر کے معصوم پھولوں کو روندرہا ہے اور دل میں چھپے ہوئے کینہ کو اپنے ظلم کے ذریعے ظاہر کررہا ہے''

حسین حکمی نے کشمیری دوشیزاؤں کو پکے ہوئے پھلوں سے تشبیہ دی اور بھارتی درندوں کو پھل چننے والا غاصب ٹھہرایا، تشبیہ وتمثیل کا یہ انداز انتہائی ادبی اور درد انگیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندو غاصب اپنے قدموں سے کشمیر کے معصوم اور نازک پھولوں کو مسل رہا ہے۔

محمد بن ظافر شہری (١٦) نے کشمیری خواتین کے دکھ اور ہندو فوجیوں کی درندگی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَكَشْمِيْرُ وَالْهِنْدُ لَا تَسْأَلَا　عَنِ الْهَتْكِ فِيْهَا لِشَعْبٍ عَرِيْقْ

فَكَمْ حُرَّةٍ مَزَّقُوْا ثَوْبَهَا　وَوَالِدُهَا مُثْخَنٌ وَالشَّقِيْقْ

''کشمیر اور ہندوستان میں جن اعلیٰ نسل کے خاندانوں کی عزتیں پامال کی جارہی ہیں ان کے بارے میں سوال مت کرو، ظالم ہندوؤں نے کتنی ہی شریف خواتین کے لباس کو تار تار کردیا جن کے بھائی اور والد کو مار

مار کر ادھ موا کر دیا جاتا ہے"

ایک اور عرب شاعر عامر الحمی نے اپنی آزاد نظم میں ایک مظلوم کشمیری لڑکی کی زبانی درد بھری ایک کہانی لکھی ہے، جس میں کشمیر کی بیٹی کچھ سوال کرتی ہے، اس نظم میں دکھ کی گہرائی اور غم کی پنہائی پوری وضاحت سے نظر آتی ہے، اس مظلوم لڑکی کی فریاد کو عامر الحمی نے کچھ یوں بیان کیا ہے:

أَهِيَ كَشْمِيْرُ الْجَمِيْلَةُ؟

أَيْنَ ذَاكَ الزَّهْرُ؟ بَلْ تِلْكَ الْخَمِيْلَةُ؟

هَا هُوَ الْبَاغِيْ يُزَمْجِرُ

هَا هُوَ الْوَغْدُ يَعِيْثُ

وَفَتَاةٌ تَسْتَغِيْثُ

وَتُنَادِيْ رَبَّهَا:

يَا إِلٰهِيْ، أَنْتَ فِيْ الْبَأْسَاءِ لِيْ

إِنَّ أَهْلِيْ يَعْلَمُوْنَ

أَنَّنِيْ بِتُّ بِأَنَّاتِيْ وَرُعْبِيْ، وَبِجُوْعِيْ وَبِكَرْبِيْ

وَأَبِيْ قَدْ أَحْرَقُوْهُ

وَسَبَوْا أُمِّيْ، وَبَيْتِيْ هَدَمُوْهُ

فَلِمَاذَا أَسْلَمُوْنِيْ؟

إِنَّنِيْ أَشْكُوْ إِلَيْكَ، يَا إِلٰهِيْ يَا رَجَائِيْ؟(١٧)

"کیا یہی وہ خوبصورت کشمیر ہے؟

اس کے پھول کہاں گئے؟ یہ تو ویران جگہ ہے؟

یہاں تو سرکش فوجی گولے برسا رہا ہے اور تکبر سے ناک چڑا رہا ہے

کمینہ آدمی فساد مچا رہا ہے

ایک نوجوان لڑکی فریاد کر رہی ہے

وہ اپنے رب کو پکار رہی ہے:

''اے میرے خدا! تو میرے لئے مشکل کشا ہے

میرے گھر والے جانتے ہیں

میں عزت وآبرو، شرافت، بھوک اور غم کے ساتھ رات گزارتی تھی

میرے باپ کو انہوں جلا ڈالا ہے

میری ماں کو انہوں نے قید کردیا ہے اور میرے گھر کو انہوں نے گرادیا ہے

انہوں نے مجھے کیوں زندہ چھوڑا ہے؟

اے میرے خدا! میں تیرے دربار میں اپنی کمزوری کی شکایت کرتی ہوں، تو ہی میرے لئے مرکز امید ہے''۔

کشمیر کی ایک خاتون شاعرہ سیدہ نسرین نقاش (۱۸) اظہارِ درد والم میں کشمیری خواتین کی نمائندگی کررہی ہیں، درج ذیل نظم میں انہوں نے اپنے وطن کے لئے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور وہ کشمیر کی آزادی کا دن دیکھنا چاہتی ہیں، اپنے مشاعرِ وطنی کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

آه يا كَشْمِيرُ.. كَيْفَ أُصَوِّغُ فِيْكَ الْقَوَافِيْ؟

وَبِأَيِّ كَلِمَاتٍ شَاعِرِيَةٍ عَنْ شَجُوْنِيْ أُوَافِيْ

كَيْفَ أُعَبِّرُ عَنْ دَاخِلِيْ

عَنْ مَشَاعِرِيْ

عَنْ كُلِّ مَاهُوَ خافٍ؟!

آه أَيُّهَا الْوَادِيُ الْمَظْلُوْمُ.. إِلٰى مَتٰى

إِلٰى مَتٰى تَحْيَا هٰكَذَا

كَحَزِيْنٍ مَهْمُوْمٍ.. مَهْمُوْمٍ؟

إِلٰى مَتٰى تُعَانِيْ جِرَاحَ الْعُبُوْدِيَّةِ

وَتَكْتَنِفُ رُبُوْعَكِ رِيَاحَ السَّمُوْمِ؟

''ہائے اے کشمیر! میں تیرے بارے میں قوافي کیسے لکھوں؟
میں کون سے شاعرانہ کلمات سے اپنے احساسات کو بیان کروں
میں کیسے اپنے مافي الضمیر کو بیان کروں
میں اپنے جذبات کا اظہار کیسے کروں
میں ہر خوف دلانے والی چیز کے بارے میں کیسے گفتگو کروں
ہائے، اے مظلوم وادی! آخر کب تک
آخر کب تک تجھے یوں ہی زندگی گزارنی ہے
ایک غمگین، پریشان اور بدحال شخص کی طرح
آخر کب تک تو غلامی کے زخم سہتی رہے گی
آخر کب تک تو تیز وتند گرم ہواؤں کے درد برداشت کرے گی''

محترمہ نسرین نقاش مزید کہتی ہیں:

آه يَا كَشْمِيرُ. .يَا وَطَنِي
هَا أَنَا أَحْسِبُ السَّاعَاتُ
لِكُلِّ آتٌ
أُعِدُّ الْأَيَّامَ. .أَتَأَمَّلُ لَوْنَكَ
فَتَتَجَمَّدُ فِي دَاخِلِي الْحَيَاةُ
وَكَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ فِيَّ
وَفِيكَ يَا وَطَنِي قَدْ مَاتُ
لكِنَّنِي.يَا وَطَنِي. عَلٰى أَنْ أَعِيْشَ
لِأَرٰى بَعَيْنِي أَحْزَانَكَ
لِأَرَاكَ مَغْمُوْمًا مَهْمُوْمًا. .
فَأَطْلُبُ الْعَوْنَ بِالدُّمُوْعِ فِي الْعُيُوْنِ

وَأَنَا أَرىٰ بِالدُّمُوْعِ الْعُيُوْنُ مَلِيْءٌ

وَالْجُفُوْنُ..

''ہائے میرے وطن کشمیر!

میں ایک ایک پل کو گن رہی ہوں

ہر آنے والے لمحے کو گنتی ہوں

ایک ایک دن کو شمار کرتی ہوں، میں تیری آزادی کی امید لگائے ہوئے ہوں

اس روگ نے میری زندگی کو ویران کر دیا ہے

مجھے لگتا ہے جیسے میرے اندر کی ہر چیز

اور تیرے اندر کی ہر چیز.. مرگئی ہے

لیکن، اے میرے وطن، مجھے لگتا ہے کہ میں صرف اس لئے جی رہی ہوں

تاکہ اپنی آنکھ سے تیرے غموں کو دیکھوں

تاکہ تیری پریشانی کو دیکھوں

میری آنکھوں میں آنسو ہیں اور میں مدد کی طلب گار ہوں

میری آنکھیں اور میری پلکیں آنسوؤں سے سیراب ہو رہی ہیں''

محترمہ سیدہ نسرین نقاش غم والم سے مزین اور حب وطن سے سرشار قصیدے کو ختم کرتے ہوئے ظالم ہندو لشکر سے مخاطب ہیں اور اسے اپنے محبوب وطن سے نکل جانے کا حکم دے رہی ہیں اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں اسے جرأت مندانہ انداز میں سنگین نتائج کی دھمکی بھی دیتی ہیں۔

چنانچہ کہتی ہیں:

فَانْظُرْ.. أُنْظُرْ أَيُّهَا الظَّالِمُ

فَقَدْ بَدَأَ لَيْلُ الظُّلْمِ يَنْجَلِيْ

يَكْشِفُ عَنْ كُلِّ غَدَّارٍ..

فَاذْهَبْ.. إِرْجِعْ إِلىٰ بَلَدِكَ

وَحَذَارِ!

إِذْهَبْ وَاسْكُنْ فِيْ وَطَنِكَ
فَوَادِيْ "نَسْرِيْن" لَيْسَ بِوَادِيْكَ
وَادِيْ "نَسْرِيْن" لِلظُّلْمِ دَمَّارْ
جَنَّةُ كُشْمِيْرَ لَيْسَتْ لَكَ.. جَنَّةُ وَطَنِيْ لِلْغَاصِبِ نَارٌ(١٩)

''اے ظالم دیکھ! اے ظالم دیکھ!
دیکھ کہ ظلم کی رات چھٹ رہی ہے
ہر غدار کا چہرہ عیاں ہو رہا ہے
چلا جا! اپنے وطن واپس چلا جا
باز آجا!
اپنے وطن واپس چلا جا
''نسرین'' کی وادی تیری وادی نہیں ہے
''نسرین'' کی وادی ظلم کو فنا کر کے چھوڑے گی
جنت کشمیر تیرے لئے نہیں.. میرے وطن کی جنت غاصب کے لئے جہنم بن جائے گی''

مصری شاعر سمیر حسین کی خوبصورت نظم کے چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں، جن میں شاعر جنت ارضی کشمیر سے مخاطب ہے اور کشمیری خواتین، بوڑھوں اور بچوں کی بے نظیر قربانیوں پر نوحہ خواں ہے:

أَطْفَالُكِ شَبُّوْا وَانْتَفَضُوْا وَشُيُوْخُكِ أَيْضًا وَنِسَاءُ
لِيُحَطِّمَ طَاغُوْتٌ بَشِعٌ وَيُزَالُ خَرَابٌ وَبَلَاءُ
وَلِتُرْفَعَ رَايَةُ تَوْحِيْدِ وَلِيَعْلُوَ لِلْحَقِّ لِوَاءُ
ثُوْرِيْ كَشْمِيْرُ أَلَا ثُوْرِيْ فَجُنُوْدُ الْحَقِّ
لَقَدْ جَاءُوْا عَزْمٌ إِقْدَامٌ تَضْحِيَةٌ بَأْسٌ وَثَبَاتٌ وَمَضَاءُ
جَاءُوْا يَبْنُوْنَ لَنَا مَجْدًا يَتْبَعُهُ نُوْرٌ وَضِيَاءُ (٢٠)

''اے وادی کشمیر! تجھ میں رہنے والے بچے جوان ہو گئے ہیں اور پھر دنیا سے چلے گئے اور اسی طرح

تیرے بوڑھے مرد اور عورتیں بھی آخرت کو سدھار گئے اور اس قربانی میں ان کا مقصد ظالم دشمن سے نجات اور مصیبت کو دور کرنا تھا۔ وہ حق کے جھنڈے کو بلند کرنا چاہتے تھے اور حق کا بول بالا چاہتے تھے۔ اے کشمیر! حملہ کر! کیونکہ حق کا لشکر آگیا ہے۔ کشمیر کی تحریک عزم واستقلال، قربانی وایثار، ثابت قدمی، جرأت مندی، شجاعت اور بہادری کے عناصر پر مشتمل ہے''

مسئلہ کشمیر پر کلام کرتے ہوئے بعض عرب شعراء نے ایک سوال اٹھایا ہے جو درحقیقت ایک کڑوا سوال ہے، وہ یہ کہ اہل کشمیر کی مدد ونصرت کے لئے اہل اسلام نے کیا اقدامات کئے ہیں؟...... باوجود اس کے کہ تمام مسلمان بالعموم اور اہل عرب بالخصوص دنیا میں ایک مانی ہوئی طاقت، ایک پر اثر جمعیت اور ایک صاحب حیثیت قوم ہیں، لیکن اب تک عرب ممالک کشمیر کے مسئلہ کو وہ توجہ دیتے نظر نہیں آتے جس کا یہ خطۂ ارضی استحقاق رکھتا ہے۔

یہ ایک توجہ طلب سوال ہے اور ہر صاحب ضمیر مسلمان کے دل پر دستک دینے کے لئے کافی ہے۔

شاعرِ حمیت محمد محمود زبیری رحمہ اللہ (۲۱) نے اس سوال کو کچھ یوں پیش کیا ہے:

مَا فَعَلَ الْإِسْلَامُ فِيْ شَرْقِهِ مِنْ أَجْلِ كَشْمِيْرَ؟ وَفِيْ غَرْبِهِ؟

يَسْتَنْجِدُ الْجُرْحُ بِنَا صَارِخًا فَنُمْسِكُ الْأَيْدِيْ عَنْ رَأْبِهِ!

''میرا سوال یہ ہے کہ مغرب اور مشرق کے رہنے والے مسلمانوں نے کشمیر کے لئے کیا خدمت انجام دی ہے؟ کشمیر کے زخم ہمیں پکار رہے ہیں لیکن نہ جانے کیوں ہم نے اپنے ہاتھ مدد سے روک لئے ہیں''۔

اس سوال کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں، اس کا جواب کیوں نہیں، اس کی وجہ ایک شاعر نے کچھ یوں بیان کی ہے:

لَا، لَمْ يُجِبْ أَحَدٌ! فَمَنْ سُئِلُوْا بُلُوْا بِبُطُوْنِهِمْ وَالسَّاقُ فَوْقَ السَّاقِ!

أَسَرَتْهُمُ الدُّنْيَا الدَّنِيْئَةُ؛ فَانْتَشَوْا لِلسِّجْنِ، وَاخْتَارُوْا أَشَدَّ وِثَاقٍ! (۲۲)

''نہیں، نہیں! کسی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا، جس سے سوال کیا گیا وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا، وہ اس کڑوے سوال کا جواب اس لئے نہیں دینا چاہتے

کہ ذلیل دنیا نے انہیں اپنا قیدی بنالیا ہے، انہیں اس قید میں رہنے کا نشہ طاری ہوگیا ہے اور انہوں نے ذلت کی بیڑیوں کو اختیار کرلیا ہے''۔

کشمیر کے مذکورہ حالات اور گھمبیر صورت حال کے باوجود ہمیں ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ مایوسی کی مٹی پر ہی امید کے پھول کھلتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید اور زوال غم کی تمنا ایک ایسا اسلامی نظریہ حیات ہے جس کی بنا پر مسلم اور غیر مسلم میں تمیز ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں مایوسی سے بچنے اور امید کا دامن تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾(۲۳)

''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا''

چنانچہ آخر میں، میں اہل کشمیر اور دنیا بھر کے بے چین اہل اسلام کو ایک پیغام دینا چاہوں گا کہ اللہ کی رحمت سے امید کا طلب گار رہنا ایک سچے مسلمان کا شیوہ ہے، حقیقی مومن کبھی اللہ کی رحمت سے ناامید ہوکر یاس وقنوط کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾(۲۴)

''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ناامید ہوتے ہیں''

یہی وہ اسلامی نظریہ حیات ہے جسے سامنے رکھ کر اہل کشمیر اور دنیا بھر کے مسلمان اپنی جدوجہد کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور ظالم ہندو کے قبضے سے نہتے کشمیر کو آزاد کرا سکتے ہیں۔

عرب شاعر صالح بن جمعان غامدی (۲۵) اہل کشمیر سے مخاطب ہیں، اور انہیں مایوسی اور قنوط سے بچنے کی دعوت دے رہے ہیں:

كَشْمِيرُ، لَا تَأْسَيْ وَلَا تَتَجَهَّمِيْ ... وَدَعِيْ صُمُوْدَكِ شَامِخًا كَالْأَنْجُمِ

فَمَعَاقِلُ الْأَعْدَاءِ تَخْتَزِلُ الرَّدَى ... وَتَهَابُ فُرْسَانَ الْجِهَادِ الْقَائِمِ

فَغَدًا نَرَى جَيْشَ الْعُلُوِّ يَسُوْقُهُ ... لِلْحَتْفِ أَنْصَارُ النَّبِيِّ الْهَاشِمِيْ

لِتَعُوْدَ أَرْضُكِ حُرَّةً، تَعْلُوْ بِهَا ... "أَللّٰهُ أَكْبَرُ" فِيْ سَلَامٍ دَائِمِ(۲۶)

''اے ارض کشمیر! تو ناامیدی اور مایوسی میں مبتلا نہ ہو، تو اپنے ارادوں کو ستاروں سے زیادہ اونچا رکھ، دشمنوں کی پناہ گاہیں عن قریب موت کی وادیاں بن جائیں گی اور عن قریب ہندو فوجی جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہونے والے شہ سواروں سے شکست کا مزا چکھیں گے۔ عن قریب ہم دیکھیں گے دشمن کے لشکر کو نبی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار موت کی طرف ہانکیں گے، اے کشمیر! تیری زمین آزاد ہو کر رہے گی اور یہاں ہمیشہ کی سلامتی کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند ہوگا''

....

حوالہ جات وحواشی

(۱) المائدة:۸۲

(۲) (عباس مهدي الحزام) عباس مہدی ۱۹۳۴ء میں ''قطیف'' میں پیدا ہوئے اور ان کا انتقال ۹ جون بروز پیر ۲۰۰۷ء کو بحرین میں ہوا، عباس حزام کی ابتدائی تعلیم قطیف میں شروع ہوئی اور آپ نے شیخ مرزا حسین بریکی سے شرف تلمذ بھی حاصل کیا۔ آپ ایک مایہ ناز خطیب، ادیب، شاعر، ناقد، مدرس اور صحافی تھے، آپ نے قانون کی تعلیم بھی حاصل کی آخری وقت تک اس کی مشق کرتے رہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: موقع جهة الشعر، أحد أعمدة القصيدة الكلاسيكية الخليج العربي، يوسف أبولوز، الأردن۔

(۳) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي، صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ۲۰۰۸/۰۲/۱۳م۔ ۱۴۲۹/۰۲/۰۵

(۴) نشيد كشمير، أنظر للتفصيل: من للثكالى؟ من منشورات الموقع: مسلم تيوب

(۵) الحجرات:۱۰

(٦) التوبة:۷۱

(۷) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم الحديث:٤٦٨٦، مسند أحمد بن حنبل، حديث النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث:١٧٦٦٨

(۸) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المومنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم الحديث:٤٦٨٥، مسند أحمد بن حنبل، حديث النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث:١٧٦٤٨

(۹) صحیح البخاری، کتاب المظالم والغصب، باب نصر المظلوم، رقم:۲۲۶۶، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المومنین وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم:۴۶۸٤، سنن الترمذي، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في شفقة المسلم على المسلم، رقم:۱۸۵۱، سنن النسائي، کتاب الزکاة، باب أجر الخازن اذا تصدق بإذن مولاه، رقم:۲۵۱۳، مسند أحمد، أول مسند الكوفيين، حديث أبي موسى الأشعري، رقم:۱۸۷۹۸

(۱۰) شبكة فلسطين للحوار، www.paldf.net

(۱۱) (الدكتور عبد الرحمن صالح العشماوي) سعودیہ عربیہ سے تعلق رکھنے والے عربی شاعر ڈاکٹر عبدالرحمٰن صالح عشماوی 1956ء میں مملکت سعودیہ کے ایک جنوبی شہر ''باحہ'' میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، پھر امام سعود یونیورسٹی سعودی عرب سے ۱۴۰۳ھ میں ایم اے اور پھر ۱۴۰۹ھ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی وجد آفریں شاعری اہل عرب میں انتہائی مقبول ہے اور آپ کو ''شاعرِ انقلاب'' ہونے کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: موقع الجزيرة/www.aljazeeratalk.net

(۱۲) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ۲۰۰۸/۲۰/۱۳م-۱٤۲۹/۲/۵ھ

(۱۳) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة:۲۰۰۸/۲۰/۱۳م-۱٤۲۹/۲/۵ھ

(۱٤) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ۲۰۰۸/۲۰/۱۳م-۱٤۲۹/۲/۵ھ

(۱۵) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ۲۰۰۸/۲۰/۱۳م-۱٤۲۹/۲/۵ھ

(۱۶) (محمد بن ظاهر المشهوري الشهري) محمد بن ظاہر شہری سعودیہ عربیہ کے مشہور شہر ''طائف'' میں ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں پیدا ہوئے، آپ نے جدہ کی الملک عبدالعزیز یونیورسٹی کے کلیہ الطب سے ۱۴۰۹ء میں فراغت حاصل کی، بعد ازاں طب کے شعبہ میں آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ ایک پیشہ ور طبیب اور معالج ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر اور ادیب بھی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: موقع أسواق المربد/www.merbad.net، كذا موقع الشاعر نفسه: الشهري مكتوب

(۱۷) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ٢٠٠٨/٢/٢٠/١٣م-١٤٢٩/٢/٥ه

(۱۸) سیدہ نسرین نقاش ایک کشمیری ادیبہ ہیں اور اردو زبان میں اشعار کہتی ہیں، آپ کا تعلق مقبوضہ کشمیر کے اہم شہر "سری نگر" سے ہے۔من منشورات الموقع: كشمير المسلمة۔مصر۔

(۱۹) آه يا كشمير، لسيدة نسرين نقاش، سیدہ نسرین نقاش کی یہ نظم دراصل اردو میں تھی جسے سمیر عبد الحمید ابراہیم نے عربی میں منتقل کیا ہے، نشرت هذه الأبيات في كتاب الحب الذي كان وقصص أخرى الصادر عن المجلس الأعلى للثقافة سنة٢٠٠٣م ۔

(۲۰) نشيد كشمير، اس نشید کے لئے دیکھئے: من للثكالى؟من منشورات الموقع: مسلم تيوب

(۲۱) (محمد محمود الزبيري) شاعر مجاہد محمد محمود زبیری ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں یمن کے شہر صنعاء میں پیدا ہوئے، آپ کے خاندان کو قضاۃ، علماء اور شعراء کا خاندان کہا جاتا ہے، آپ کی تلاوت بہت خوبصورت اور وجد آفریں تھیں، لوگ آپ کی تلاوت سننے کا بہت اشتیاق رکھتے تھے، آپ نے بیس سال سے کم عمر میں شعر کہنا شروع کر دیئے تھے، ۱۹۶۵ء میں ایک مظاہرے کے دوران آپ کو شہید کر دیا گیا تھا۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: موقع الخيمة/ www.khayma.com و موقع أدب، الموسوعة العالمية للشعر العربي/www.adab.com

(۲۲) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ٢٠٠٨/٢/٢٠/١٣م-١٤٢٩/٢/٥ه

(۲۳) الزمر:٥٣

(۲٤) يوسف:٨٧

(۲۵) صالح بن جمعان الغامدي (۱۹۳۸ء تا ۲۰۰۸ء)،شاعر سے متعلق تفصیل کے لئے دیکھئے: موقع الرياض

(۲۶) القضية الكشميرية في مرآة الشعر الإسلامي،صهيب بن محمد خير يوسف، موقع الألوكة، رسالتكم في الحياة، تاريخ الإضافة: ۲۰۰۸/۲/۲۰/۱۳م-۱۴۲۹/۲/۵ه